

ظہار اور روزہ توڑنے میں کفارہ بالصوم

بسم الله حامدا و مصليا

مضمون کا مقصد

و كفر ككفارة المظاهر الثابتة بالكتاب و اما هذه فبالسنة.

(تنویر مع الدر) (قوله و كفر) ای مثلها فی الترتیب فیعتق أولا. فان لم يجد صام شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا لحديث الاعرابي المعروف فی الكتب السنة. (ردالمحتار ص: 119 ج 2) فان عجز عن الصوم لمرض لا يرجى برؤه او كبر اطعم ای ملك ستين مسكينا. (درمختار، كفارة ظهار) فلو برئ وجب الصوم.

فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے معلوم ہوا کہ کفارہ میں روزہ رکھنا ہی متعین ہے الا یہ کہ آدمی کو بڑھاپے کی وجہ سے یا ناقابل علاج مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بلکہ ان کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ اگر مذکور مریض بعد میں کبھی ٹھیک ہو جائے تو اس کا اطعام کا لعدم ہو جائے گا اور روزہ رکھنا واجب ہوگا جیسا کہ (ردالمحتار ص 632 ج 2)۔ میں ہے فلو برئ وجب الصوم اور اسی طرح بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ”لیکن اگر بعد میں صحت و تندرستی حاصل ہو جائے تو روزے رکھنے پڑیں گے۔“

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ظہار توڑنے کے اور روزہ توڑنے کے کفارہ میں روزہ رکھنے کی طاقت و استطاعت سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے (1) وہ صحت و تندرستی مراد ہے جو عمر بھر میں جب بھی حاصل ہو جائے اور اس میں ان عوارض کا لحاظ نہ کیا جائے جو روزہ رکھنے میں مشقت کے موجب ہیں یا (2) وہ صحت و تندرستی مراد ہے جو خاص ادائیگی کے وقت ہو یا (3) وہ صحت و تندرستی مراد ہے جس میں مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں مثلاً شدت شہوت، بھوک کی عدم برداشت اور روزے کا طبیعت پر گراں ہونا یا دوسرے لفظوں میں روزے کی عادت نہ ہونا۔

روزے کی استطاعت اس وقت ہے جب مشقت کے موجب عوارض نہ ہوں

اور استطاعت میں ادائیگی کے وقت کا اعتبار ہے

ہم نے دلائل پر جتنا غور کیا ہے اس سے ہمارے سامنے یہ بات آئی ہے کہ دو مہینے متواتر روزے رکھنے کی استطاعت میں ادائیگی کے وقت کا بھی اعتبار ہے اور مشقت کے موجب عوارض کا بھی اعتبار ہے اور کفارہ میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کی استطاعت اس وقت کہلائے گی جب ادائیگی کے وقت صحت و تندرستی بھی ہو اور مشقت کے موجب عوارض بھی نہ ہوں۔

دیکھئے ایک صحابی نے اس وجہ سے کہ کہیں رمضان میں اپنا روزہ نہ توڑ بیٹھیں اپنی بیوی سے ظہار کر لیا لیکن پھر ایک رات ان سے صبر نہ ہو سکا اور بیوی سے صحبت کر بیٹھے۔ پھر آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے جب ان کو کفارے میں متواتر ساٹھ روزے رکھنے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ هل اصبت الذی اصبت الا من الصيام اور اس طرح اپنی شدت شہوت کی طرف اشارہ

کیا جس کا بیان حدیث کے شروع میں ہوا ہے کہ کنت امرأ اصاب من النساء ما لا يصيب غيري. (ابوداؤد. باب فی الظہار) اور بتایا کہ ان میں شدت شہوت کی وجہ سے متواتر روزے رکھنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطعم و سقا من تمر بین ستین مسکینا۔

آپ ﷺ نے نہ تو ان سے یہ فرمایا کہ ابھی تو صدقہ دے دو پھر بعد میں کبھی عمر بھر میں شہوت کی شدت ٹوٹ جائے تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ تم صحت و تندرست ہو اور تم میں روزے رکھنے کی استطاعت ہے لہذا تم کو روزے رکھنے ہی ہوں گے۔ غرض آپ ﷺ نے ایک تو ادائیگی کے وقت استطاعت کے ہونے نہ ہونے کا اعتبار کیا اور دوسرے محض صحت و تندرستی کو کافی نہ سمجھا بلکہ شدت شہوت کی موجودگی کا بھی اعتبار کیا۔

روزہ توڑنے سے متعلق حدیث میں جو واقعات ذکر ہوئے ہیں ان میں سے ایک میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صاحب قصہ سے پوچھا فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين یا ان سے فرمایا صم شهرين متتابعين تو انہوں نے فوراً یہ جواب دیا کہ لا استطیع یا لا اقدر یعنی مجھے متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت و استطاعت نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بلا کسی پس و پیش کے ان کی بات کو قبول فرمالیا اور ان کو اگلی شق یعنی اطعام کا حکم دیا حالانکہ وہ صاحب تندرست و توانا تھے کہ رمضان کے روزے بھی رکھ رہے تھے اور پھر روزے ہی کی حالت میں جماع کیا تھا۔ اس قصہ میں شدت شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا کیونکہ ظہار کے کفارہ کے برعکس وہ اپنے کفارہ میں روزوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ رات کو بیوی سے صحبت کر سکتے تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک تندرست و توانا آدمی جس میں شدت شہوت کا مسئلہ بھی نہیں تھا اس کے عدم استطاعت اور عدم قدرت کے دعوے کو کس عارض کی وجہ سے قبول کیا گیا۔

اس بارے میں جو جامع بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں استطاعت سے مراد وہ استطاعت ہے جو مشقت کے موجب عوارض سے خالی ہو۔ اور یہ عوارض بہت سے ہو سکتے ہیں مولانا مفتی شفیع رحمہ اللہ بھی احکام القرآن میں لکھتے ہیں ”یدخل فی من لا یستطیع اصل الصیام او لا یستطیع تتابعه بسبب من الاسباب ککبر او مرض لا یرجى زواله او فرط شهوة لا یصبر بها عن الجماع کما یؤیدہ الحدیث الوارد فی ذلک۔ (احکام القرآن ص 19 ج 5)

i- شدت شہوت جس کا بیان اوپر ظہار کی حدیث میں گزرا

ii- شدت جوع جیسا کہ ابو حیان کی ذکر کردہ ایک حدیث میں مذکور ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ قال فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين فقال والله یا رسول الله انی اذا لم آكل فی اليوم و اللیلة ثلاث مرات کل بصری و خشیت ان تعشوعینى. (روح المعانی ص 15 جزو 28)

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ واللہ یا رسول اللہ اگر میں دن رات میں تین مرتبہ کھانا نہ کھاؤں تو میری آنکھیں پتھر جاتی ہیں اور مجھے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں میری آنکھیں بھینگی نہ ہو جائیں۔

iii- پان، تمباکو، سگریٹ اور چائے کی پختہ عادت۔

iv- کوئی پیشہ ایسا ہو جس کے ساتھ روزے رکھنا بہت مشکل ہو۔

v- موسم بہت گرم ہو اور آدمی میں روزے کے ساتھ موسم کی برداشت نہ ہو۔

vi- روزے کا طبیعت پر زیادہ گراں ہونا۔

آخری چار باتوں کا بیان یہ ہے کہ اوپر روزہ توڑنے والے کے قصہ میں روزوں کی استطاعت کے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی۔ لہذا اس میں ہر ایسے عارضہ کا احتمال ہے جو موجب مشقت ہو۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ خوشی خوشی روزے کی مشقت کو برداشت کرتے ہیں اور بہت سے نفلی روزے رکھ لیتے ہیں اور آخرت میں باب الریان سے بلائے جانے کے حقدار ہوں گے جب کہ بعض ایسے ہوتے ہیں جو فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے شاذ و نادر ہی رکھتے ہیں اور روزوں میں بہت گرانی محسوس کرتے ہیں۔ ان لوگوں کیلئے متواتر ساٹھ روزے رکھنا تو سخت مشقت کی بات ہے۔

خصوصیت کا دعویٰ اور اس کا جواب

ہماری بات کے برعکس عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ظہار کے قصہ میں بھی اور روزہ توڑنے کے قصہ میں بھی صاحب قصہ کو خصوصی رعایت دی گئی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان قصوں میں دو باتیں مذکور ہیں۔

i- صاحب قصہ کے عدم استطاعت کے دعوے کو قبول کرنا۔

ii- کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کو کہنا۔

پہلی بات میں خصوصیت کا دعویٰ کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ حالانکہ خصوصیت پر کوئی دلیل و قرینہ ہونا ضروری ہے۔ اس ضرورت کی تائید اس عبارت سے ہوتی ہے۔

قال فی نصب الراية قال المنذرى فی حواشیه و قول الزهری انما کان هذا رخصة له خاصة دعوى لم

یکن علیہا برهان و قال غیرہ انه منسوخ و هو ایضا دعوى

دوسری بات میں صاحب قصہ کی خصوصیت مسلم ہے کیونکہ کفارہ میں صدقہ غیروں کو دینا ہوتا ہے اور ان کو اسی کا حکم دیا گیا۔ ان کے یہ عرض کرنے پر کہ میرے گھر والوں سے زیادہ غریب تو پورے مدینہ میں کوئی نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ یہ گفتگو خصوصیت پر قرینہ ہے اور اس خصوصیت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابوداؤد میں ہے۔

زاد الزهری و انما کان هذا رخصة له خاصة. (و حاصل معنی هذا القول انه لما وجب علیه الكفارة

بافساد الصوم بالجماع ثم امره ﷺ بادائها باعطاء العرق له فاعتذر بالفقر و الجوع فاباحه رسول الله

ﷺ باطعامه اهله فهذا الحكم مختص به) فلو ان رجلا فعل ذلك (ای افساد الصوم) اليوم (ای بعد زمان

رسول الله ﷺ) لم یکن له بد من التكفير (ای من اداء الكفارة). فلو اطعم اليوم قدر الكفارة من التمر و غیرہ

اهله لا یكون مؤدیا لها بل یكون دینا علیه و یجب علیه ادائها.

مظاہر اور مفطر صوم کے قصوں میں خصوصیت کے دعویٰ سے متعلق مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ معارف السنن میں لکھتے ہیں۔

وقع فی رواية و هل لقیتم ما لقیتم الا من الصیام و هی رواية محمد بن اسحاق عن الزهری کما فی

العمدة و الفتح رواها البزار کما فی التلخیص..... و یؤیدہ ما فی حدیث سلمة بن صخر عند ابی داؤد فی

المظاہر زوجته و هل اصبت الذی اصبت الا من الصیام..... فاقتضت ان عدم استطاعته الصیام لشدة شبقة

و عدم صبره عن الوقاع وهل يكون ذلك عذرا.

قال الشيخ فالصحيح عند الشافعية ان ذلك عذر و ليس بعذر عند الحنفية ولم يجب الحنفية عن هذا الاشكال. قال يحمل هذا على خصوصية هذا الرجل. قال و اخذت هذا من ان كل فريق من الحنفية و الشافعية مضطرون الى دعوى الخصوصية. فاضطر الشافعية اليها في اجراء الكفارة باداء الطعام الى اهله في وجه عندهم خصوصية لذلك الرجل و لا تتأدى الكفارة بمثل هذا عند بعضهم وان الكفارة دين على ذمته يوخر الى حين قدرته.

فاذا جاز لهم ادعاء الخصوصية في مسألة جاز لنا ادعاؤها في مسألة اخرى و هي العدول عن الصيام الى الاطعام لشدة شبقه و عدم صبره عن الجماع. نعم ان ادعاء الخصوصية ليس له ضابطة معينة و انما يعرف ذلك بالذوق السليم. و من الخصوصية جواز تضحية ابي بردة بن النيار بالجذع حين امره النبي ﷺ وقال لا تجزئ عن احد بعدك رواه البخارى في صحيحه في الاضاحي. (معارف السنن ص 398. 396 ج 5)

یہاں مولانا بنوری مولانا نور شاہ کشمیری رحمہ اللہ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ مذکور قصوں میں دو باتیں ہیں: دوسری بات یعنی کفارہ کی کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلانے کے حکم میں صاحب قصہ کی خصوصیت تھی۔ شافعیہ نے اس خصوصیت کا قول کیا ہے۔ مولانا کشمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہلی بات یعنی تندرست و توانا صاحب قصہ سے عدم استطاعت صوم کے قول کو قبول کر کے صدقہ کا حکم کرنا اس کے بارے میں حنفیہ نے کچھ کلام نہیں کیا۔ لیکن خود مولانا رحمہ اللہ یہ جواب دیتے ہیں کہ شافعیہ جب دوسری بات میں خصوصیت کا قول کرتے ہیں تو ہم حنفیہ پہلی بات میں (بھی) خصوصیت کا قول کرتے ہیں اور اس میں مولانا کشمیری مدار ذوق سلیم کو بناتے ہیں۔

اس کلام پر ہمارا تبصرہ

1- مولانا کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان ادعاء الخصوصية ليس له ضابطة معينة و انما يعرف ذلك بالذوق السليم یعنی خصوصیت کے لئے کوئی متعین ضابطہ نہیں ہے جس سے خصوصیت کی پہچان ہو سکے۔ اس کو تو صرف ذوق سلیم سے پہچانا جاسکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں مولانا رحمہ اللہ کی اس بات سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ خصوصیت کو محض ذوق سلیم کی بنیاد پر ثابت نہیں مانا جاسکتا بلکہ اس کے لئے قرآن و دلائل کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ اوپر علامہ منذری رحمہ اللہ کے حوالہ سے بھی ذکر ہوا۔ پھر خود مولانا رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کی جو مثال ذکر کی ہے اسی کے ساتھ حدیث میں خصوصیت پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی ہیں کہ وقال لا تجزئ عن احد بعدك

ظاہری دلیل و قرینہ نہ ہونے کی صورت میں حکم کو صرف اس وقت خصوصیت پر محمول کیا جاسکتا ہے جب اس کی کوئی اور توجیہ ممکن نہ ہو اور جب کوئی اور توجیہ ممکن ہو تو خصوصیت پر محمول کرنا خلاف اصل ہے۔

عبدالواحد

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور